THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, September 14, 2011

(73rd Session)

Volume IV No.02

(Nos.01- 04)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran ………………………	1
2.	Leave of Absence…………………………………….	6-8
3.	Discussion Regarding Collecting Funds for Flood Affectees……………………………………………	9-22
4.	Presentation of Repots………………………………	23-25
5.	Legislative Business………………………………..	26-27
6.	Laying of the 3rd Quarterly Report for the year, 2010-11 of the Central Board of Directors of the State Bank of Pakistan………………………….	28-33

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume -VI No.02 SP. VI (02)/2011 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, September 14, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty seven minutes past five in the evening with Mr. Presiding Officer (Mr. Muhammad Kazim Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا۔ اِلَّا
الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ
الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ
بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰہُ شَاكِرًا عَلِیْمًا۔

ترجمہ: بے شک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ اور آپ ان کے لیے ہرگز کوئی مددگار نہ پائیں گے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کرلی وہ سنور گئے اور انہوں نے اللہ سے مضبوط تعلق جوڑ لیا اور انہوں نے اپنا دین اللہ کے لیے خالص کر لیا تو یہ مومنوں کی سنگت میں ہوں گے اور عنقریب اللہ مومنوں کو عظیم اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان لے آؤ۔ اور اللہ (ہر حق کا) قدرشناس ہے (ہر عمل کا) خوب جاننے والا ہے۔

(سورۃ النساء آیات 145 تا 147)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہمایوں صاحب! مجھے ایک منٹ بیٹھ لینے دیں کیونکہ میں صحیح بیٹھا بھی نہیں ہوں، بالکل کر لیں گے۔ میرا خیال ہے کہ Minister صاحبان پورے موجود نہیں ہیں جو House کا consensus ہے، مولانا عبدالغفور حیدری صاحب سے بھی پوچھ لیں کہ questions and answers کو defer کر دیا جائے۔ آپ موجود ہیں، غالباً اس کا پنڈورا بکس کھل جائے گا۔ جی، مولانا حیدری صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین صاحب! House کی رائے بھی یہی بن رہی ہے کہ defer کئے جائیں۔ اسحٰق ڈار صاحب بھی میرے ساتھ تشریف فرما ہیں، میں اکثریت کی بات کر رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شاہ صاحب! دیکھ لیں کہ اکثریت کی رائے یہی ہے کیونکہ Ministers صاحبان دو، تین یا چار موجود ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، نہیں defer نہیں ہوں گے، شاہ صاحب! آپ بے فکر رہیں، اس طرح نہیں ہوتا اور نہ ہوا ہے، یہ defer ہو کر جمعہ کو چلے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ proper feeding بھی ہو جائے گی اور اس کو باقاعدہ طور پر دیکھ بھی لیا جائے گا۔ جی۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک (وفاقی وزیر داخلہ): آپ فرما رہے ہیں کہ آپ questions defer کر رہے ہیں لیکن پانچ Ministers موجود ہیں، اگر questions ہو جاتے تو اچھا ہوتا۔ میں Friday کو یہاں پر موجود نہیں ہوں گا، اگر آپ میری request سن لیں اور مان لیں، اگر 15, 20 minutes دے دیں کیونکہ زیادہ questions تو نہیں ہیں لیکن

whatever the consensus of the House is we will go by that sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میری گزارش ہے کہ جو Ministers موجود ہیں، وہ بھی اپنا constraint show کر رہے ہیں کہ وہ جمعہ کو نہیں ہوں گے۔ آپ بھی House Business Committee میں تشریف فرما تھے تو یہ فیصلہ ہوا تھا کہ Question Hour کو suspend نہیں

کریں گے، ماسوائے پہلے دن کیونکہ وہ Private Members’ Day تھا، اس میں questions نہیں ہوتے، ہم اس فیصلے پر عمل کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو Ministers صاحبان آئے ہیں، ان کے questions dispose کریں ۔ تیسری بات ہے کہ آپ record پر stricture pass کریں کہ جن Ministers کے آج سوالات تھے اور rota day تھا کیونکہ آج National Assembly in Session نہیں ہے، وہ آج کیوں نہیں آئے۔ میری یہ تین proposals ہیں تو آپ مہربانی کرکے اس پر ruling دیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب چیئرمین! اس وقت lower Sindh practically ڈوبا ہوا ہے، ہمارے دو Houses ہیں، ایک National Assembly ہے اور ایک Senate ہے جو National Assembly کے Members ہیں اور Ministers ہیں، وہ وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ آخر! یہ discrimination کیوں ہے، اگر National Assembly کا اجلاس آپ prorogue کر سکتے ہیں، why it is not being done here? وہاں کے جو Senators بیٹھے ہیں، ان کو بھی اپنے علاقے کو دیکھنے کا اتنا ہی حق ہے تو میری request ہو گی کہ پورے House سے ضرور consult کریں۔ اس وقت ہماری یہاں پر نہیں وہاں پر زیادہ ضرورت ہے تو اجازت ہونی چاہیے، اگر یہ prorogue ہو جائے تو بہت اچھا ہو گا۔ Thank you Mr. Chairman.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: راجہ صاحب! ایک منٹ۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: اس issue کا Business Advisory Committee کی meeting میں فیصلہ ہو چکا ہے، جہاں پر ساری پارٹیوں کے heads موجود تھے تو یہ بار بار کیوں بات کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: راجہ صاحب! میری عرض یہ ہے، آپ میری بات سن لیں، میں آپ ہی کی بات کرنے لگا ہوں۔ راجہ صاحب! بات یہ ہے کہ مجھے پتا ہے کہ prorogue کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ prorogue نہیں ہو گا، آپ نہ گھبرائیں، یہ چلے گا۔ کوئی اپنی خواہش ظاہر کرتا ہے یا کوئی بات کرتا ہے تو اس کو روکا نہیں جا سکتا، یہ نہیں ہے۔ جی، مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میں اس حوالے سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے خیال میں متعلقہ Ministers بھی موجود نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود دوستوں کی خواہش ہے تو سوالات ہونے چاہییں اور ان کے جوابات بھی اسی انداز میں آنے چاہییں۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ اگر Business Advisory Committee میں ایک بات طے ہوئی ہے اور میرے خیال میں وزیر داخلہ صاحب کو اس بات کا علم نہیں ہے، اس پر بڑی طویل گفتگو بھی ہوئی ہے اور اس کے بعد ہم نے یہ طے کر لیا کہ Senate کا اجلاس ہو گا۔ قومی اسمبلی ملتوی ہوتی ہے یا نہیں ہوتی، ان کا اپنا فیصلہ ہے، ہم نے اپنا فیصلہ کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے اس فیصلے کی روشنی میں جب ہم نے کل اجلاس کیا، اس میں ہمارے کافی سارے Senators بھی تشریف لائے تھے۔ ہم جس مقصد کے لیے چاہ رہے تھے کہ یہ اجلاس بھی ہونا چاہیے اور ہمیں کام بھی کرنا چاہیے۔ بنیادی مقصد یہ تھا کہ سندھ اور اسی طرح بلوچستان کے مشرقی علاقے، پنجاب اور خیبر پختونخوا کے بہت سارے اضلاع ایسے ہیں جو سیلاب سے متاثر ہیں لیکن سب سے زیادہ اندرون سندھ اور کراچی متاثر ہوئے ہیں تو ہمیں اس حوالے سے کام بھی کرنا ہے، ہماری ذمہ داری بنتی ہے اور ملک کے مخیر حضرات کو متوجہ کرنا ہے، دنیا کو متوجہ کرنا ہے۔ اس ضمن میں ہم نے کل جو meeting کی اور آپ بھی تشریف فرما تھے، اگر آپ سوالات کو لیتے ہیں تو میں ان کے بعد گزارشات کروں گا، اگر آپ سوالات کو defer کرتے ہیں تو میں ابھی اپنی گزارشات آپ کے سامنے رکھوں، آپ جیسے فیصلہ فرمائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مولانا صاحب! اس میں عرض یہ ہے کہ میرے personal view کے تحت یہ تھا کہ کل ایک بڑی پرمغز meeting ہوئی ہے اور اس میں constructive بات کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ڈار صاحب نے بعض چیزوں کو conclude کیا ہے۔ یہ سوالات defer ہونے کے بعد دوسرے دن بھی آسکتے ہیں اور تیسرے دن بھی آسکتے ہیں۔ کل کی میٹنگ میں جو فیصلے ہوئے ہیں وہ بڑے important ہیں، اس میں یہ قابل تعریف بات ہے کہ ڈار صاحب نے بہت جلدی conclude کیا اور اس میں constructive بات یہ تھی اس میں funds کے بارے میں لائحہ عمل طے کیا گیا۔ میرے اپنے view کے مطابق اس پر ہاؤس کو confidence میں لیا جائے۔ اس لیے میں چاہ رہا تھا کہ سوالات defer ہو جائیں۔ اب جو ہاؤس بہتر سمجھتا ہے میں اس کے مطابق چلنے کو تیار ہوں۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: چیئرمین صاحب! میں نے دیکھا ہے کہ رحمن ملک صاحب کے ایک دو سوالات ہیں، چوہدری مختار صاحب کے زیادہ ہیں، وہ موجود نہیں ہیں۔ آپ سوالات defer کر دیں اور اب اگر اجازت ہو تو میں کل کی میٹنگ کی تفصیل ہاؤس کے سامنے پیش کر دوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے تو اپنا view بیان کیا تھا، یہ نہیں کہ میں سوالات سے بھاگنا چاہتا ہوں، سوالات موجود ہیں، منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں۔ مجھے تو کوئی آر نہیں ہے۔ کل جو سیلاب زدگان کے لیے کام ہوا ہے وہ بڑی خوش آئند بات ہے، اس میں ڈار صاحب، راجہ صاحب اور بہت سے ممبران تھے، میں چاہتا ہوں کہ اس کو further آگے چلایا جائے۔ اگر ہاؤس کا consensus ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! ان سوالات کو next day کے لیے defer کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بلیدی صاحب! اسے defer کیا جا رہا ہے، اسے suspend نہیں کیا جا رہا، آپ اپنے passion کو ٹھنڈا رکھیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہاؤس کی consensus سے سوالات کو defer کیا جاتا ہے۔ مہربانی۔ جی کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: جناب چیئرمین! Minister of Interior صاحب تو نہ تھکنے والا بندہ ہے، دو منٹ بعد یہ کراچی چلے جائیں گے اور ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ میرا Privilege Motion ان کی منسٹری سے related ہے، اس کو لے لیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کاکڑ صاحب! اس کو جمعہ کو دیکھ لیں گے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: جناب عالی! Chair کی ruling موجود ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کاکڑ صاحب! اگر آپ کا پنڈورہ بکس کھلا تو لمبا کام ہو جائے گا۔

(مداخلت)

سینیٹر بابر خان غوری: جناب چیئرمین! میں ایک اہم بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں، ہمیں خوشی ہے کہ کراچی میں آپریشن ہو رہا ہے لیکن اس کے باوجود وہاں دہشتگردی کے واقعات ہو

\+ [The questions are being deferred for next rota day by the order of Mr. Presiding Officer.]

رہے ہیں، دن دھاڑے تاجروں کو اٹھایا جا رہا ہے، اغوا برائے تاوان کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ لہذا ہم انتظامیہ کی بے حسی پر اس ہاؤس سے walkout کرتے ہیں۔

(اس موقع پر MQM کے اراکین ہاؤس سے walkout کر گئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کچھ حضرات جا کر غوری صاحب کو لے آئیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! آپ ماشاءاللہ مجھ سے بہتر rules کو سمجھتے ہیں، پہلے Privilege Motions لے لیں یا اس کو skip کریں، points of order تو پہلے نہیں آسکتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں ابھی points of order تو نہیں لے رہا، ٹھہر کر لے لوں گا، ہمایوں خان صاحب! بعد میں points of order لوں گا۔ مجھے تھوڑا سا موقع دیں پہلے مجھے leave applications پڑھ لینے دیں۔

Leave of Absence

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حاجی محمد عدیل صاحب ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 12 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مولانا محمد صالح صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا کر پر مورخہ 12 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب محمد عدنان خان صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سید ساجد حسین زیدی صاحب ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ 12 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب محمد اعظم سواتی صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 12 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

(اس موقع پر MQM کے اراکین ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چوہدری احمد مختار صاحب نے اطلاع دی ہے کہ لاہور میں بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 14 اور 15 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ کاکڑ صاحب! آپ کے Privilege Motion کے بارے میں میری آپ سے ایک عرض ہے کہ اس وقت Leader of the House نہیں ہیں اور اس کو میں نے پڑھا بھی نہیں ہے، مجھے ابھی دی گئی ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: یہ تو ان کا fault ہے، میں نے تو تین چار دن پہلے دے دی تھی۔ میں پڑھ لیتا ہوں، آپ اس کو refer کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کاکڑ صاحب! Leader of the House نہیں ہیں۔ یہ سب پہلے decide ہو چکا تھا، وہ تو میں نے آپ کے کہنے پر آپ کی بات سن لی otherwise یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ سیلاب کے متعلق جو کل میٹنگ ہوئی تھی اس کی رپورٹ پیش کرنی ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: جناب چیئرمین! rules کے تحت Privilege Motion کو تمام business پر فوقیت حاصل رہتی ہے۔ اگر خدا نخواستہ rules کی violation Chair کی طرف سے ہوئی تو پھر اس کا مداوا کون کرے گا؟ ایک صورت یہ بھی ہے کہ ہمیں point of order پر بولنے دیا جائے تاکہ رحمٰن ملک صاحب اس چیز کو نوٹ فرمالیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں جو میں follow کر رہا ہوں وہ یہی بات ہے کہ میں نے تو ابھی نہیں پڑھا۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہ تینوں بھائی جن کے Privilege Motions ہیں، ان کو آپ assure کر دیں کہ اگلے working day پر لے لیں گے، Leader of the House بھی ہوں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں آپ سے request کر رہا ہوں کہ پرسوں لے لیں گے اور Leader of the House بھی موجود ہوں گے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: Point of order لے لیں کیونکہ پھر رحمٰن ملک صاحب چلے جائیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Point of order کو چھوڑیں، وہ بعد میں لے لیں گے، ملک صاحب نہیں جائیں گے، جب ہاؤس کا آرڈر ہو گا تو یہ ضرور حاضر ہوں گے۔ آپ گھبرائیں نہیں آپ کا Privilege Motion کہیں نہیں جاتا۔ جی غفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! ان کو ایک آدھ منٹ دے دیں تاکہ یہ خوش ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! اگر آپ نے Point of Order کی اجازت دے دی تو پھر Privilege Motion تو نہیں رہے گی۔ یہ کہتے ہیں مجھے Point of Order پر بات کرنے دیں کیونکہ رحمٰن ملک صاحب بیٹھے ہیں تو پھر وہ Privilege Motion ختم ہو جائے گی۔ ان سے request ہے کہ وہ اس Privilege Motion کو رہنے دیں۔ اس کو اگلے working day پر رکھ لیں۔ مجھے اجازت ہے جو آپ فرما رہے ہیں کہ میں رپورٹ پیش کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے تو ان سے کہا ہے مگر وہ سنتے ہی نہیں۔ جی پیش کریں۔

Discussion Regarding Collecting Funds for Flood Affectees

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین صاحب۔ پرسوں اجلاس میں جو فیصلہ ہوا تھا اس فیصلے کے مطابق کل ہماری کافی بہنیں اور بھائی جو available تھے، قریباً چوبیس کے قریب سینیٹرز صاحبان موجود تھے، ان میں آپ بھی موجود تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑی اچھی progress اور بڑی سیر حاصل بحث بھی ہوئی اور فیصلہ بھی ہوا۔ جو ساتھی کل موجود نہیں تھے، کیونکہ اگر چوبیس تھے تو 76 almost نہیں تھے شاید وہ بھی اپنا حصہ ڈالیں۔ ایک تو آپ نے mandatory کیا جو automatic ہے، آپ نے فیصلہ کیا تھا پچیس ہزار فی سینیٹر دے گا جس کا مطلب ہے پچیس لاکھ لیکن اس کے علاوہ جو contributions ہیں وہ میں آپ کو عرض کر دیتا ہوں اور جو دوسرے ساتھی ہیں میں ان کو request کروں گا کہ اگر کوئی اور اس وقت ہمیں لکھوانا چاہے تو وہ بھی بتا دیں۔ یہ briefing میں آپ کو دیتا ہوں اور یہ رپورٹ پیش کرتا ہوں اس کے بعد وہ بتا دیں تاکہ ہم ان کو بھی add کر دیں۔ پچھلے ایک گھنٹے تک جو total amount جمع ہوئی ہے، کل آپ کو یاد ہوگا کہ اس میٹنگ میں ایک کروڑ چودہ لاکھ کی commitments تھیں۔ اب ایک کروڑ چوبیس لاکھ پچھتر ہزار کی commitments ہیں، ان میں دس لاکھ پچھتر ہزار کا مزید اضافہ ہوا ہے۔ رحمٰن ملک صاحب فرما رہے ہیں دو لاکھ روپے دیتے ہیں تو ملک صاحب! آپ صبح ہی یہ چیک بھیج دیں۔ یہ چیک سینیٹ ایمرجنسی ریلیف فنڈ اکاؤنٹ میں دیں۔ آپ دو لاکھ کا cross cheque بھیج دیں۔ میں ان کا بھی مشکور ہوں۔ تو اس وقت ہمارے پاس ایک کروڑ چھبیس لاکھ پچھتر ہزار کی collections کی commitments ہیں سینیٹ کی طرف سے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

ہمارے پاس ریلیف فنڈ میں اس وقت چھتیس لاکھ موجود تھا اور پچیس لاکھ مزید آجائے گا، پچیس ہزار ہر ایک سینیٹر کے automatic Senate Secretariat دے دے گا۔ اس کے علاوہ میری طرف سے دس لاکھ ہیں لیکن دوسرے ساتھیوں کا میں ریکارڈ پر لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ ہمایوں مندوخیل صاحب نے پانچ لاکھ کا کہا تھا اور انہوں نے چیک دے دیا ہے، میرا بھی چیک جمع ہو گیا ہے۔ ایم کیو ایم نے کہا تھا کہ وہ اکٹھے پانچ لاکھ دیں گے تو میری گزارش ہو گی کہ وہ بھی کل تک مہربانی کرکے

ہمیں چیک دے دیں۔ عفران خان صاحب نے دو لاکھ روپے دینے کا فرمایا تھا اور پھر گلشن سعید صاحبہ نے دو لاکھ روپے دینے کا فرمایا تھا ، الیاس بلور صاحب نے دو لاکھ روپے دینے کا فرمایا تھا ، طارق عظیم صاحب کا دو لاکھ روپیا اور عفار قریشی صاحب کا پچھتر ہزار روپیا ہے اور اس کے علاوہ اعظم سواتی صاحب چونکہ کل نہیں تھے انہوں نے پانچ لاکھ روپے مجھے لکھوائے ہیں اور بنگش صاحب نے پانچ لاکھ روپے کا لکھوایا ہے اور رحمٰن ملک صاحب نے بھی دو لاکھ روپے کا فرمایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے کچھ ساتھی آج موجود ہیں ، اسلام الدین شیخ صاحب ہیں ، گل محمد لاٹ صاحب ہیں اگر دوسرے ساتھی لکھوانا چاہیں اور فاٹا کے دوست بھی مجھے بتا دیں تا کہ ابھی میں لکھ لوں۔

سینیٹر عباس خان آفریدی: فاٹا کے جو ایم این ایز اور سینیٹرز ہیں ، ہم جو انیس ، بیس آدمی ہیں ایک تو ہم نے اپنے ترقیاتی فنڈز سے وزیر اعظم صاحب کو کہا ہے کہ تین کروڑ روپے ہمارے ترقیاتی فنڈز سے سیلاب زدگان کو دیئے جائیں۔ دوسرے ہم اپنی ایک ایک ماہ کی تنخواہ دے رہے ہیں اور تیسرے میں اپنی طرف سے پانچ لاکھ روپے ان کو دے دوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈار صاحب! یہ لکھ لیں جی۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: پانچ لاکھ کے لیے بہت شکریہ لیکن یہ جو development fund ہے اس کی بات نہ کریں وہ تو حکومت کے پیسے ہیں ۔وہ تو پھر ہم سارے کہہ دیتے ہیں کہ 100X10000000 سینیٹ کی طرف سے دے دیں۔ میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔ وہ تو ہم نے وزیر اعظم صاحب کو کہا ہے کہ آپ صوابدیدی فنڈ جو انتیس ارب ہے اس کو استعمال کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ آفریدی صاحب کا پانچ لاکھ لکھ لیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: تو پھر یہ تو ہمارے الحمد للہ ایک کروڑ انتیس لاکھ پچھتر ہزار روپے ہو گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ تو اپنی تنخواہ دینے کا بھی کہہ رہے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: کل جو فیصلے ہوئے ہیں ، میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب میں آپ کا بھی کچھ لکھ لوں۔ خود تو سارے کر رہے ہیں ہم نے پی ایم ایل (ن) کی طرف سے دو سو ٹرک بھیجے ہیں وہ

اس میں نہیں ہیں۔ اگر یہاں سے آپ ڈالنا چاہیں تو ٹھیک، کوئی مجبوری نہیں ہے۔آپ کا کچھ لکھوں، نہیں۔ لاٹ صاحب! آپ کا کچھ لکھوں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بنگش صاحب! ڈار صاحب کی بات سن لیں، ان کو بات مکمل کرلینے دیں۔ اچھا آپ بول لیں۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: سیلاب کے حوالے سے بڑی اہم میٹنگ تھی بد قسمتی سے میں کل نہیں آسکا۔ آج تو میں اپنی contribution کے لیے آیا ہوں لیکن جو میری ایک تجویز تھی اس کا کیا ہوا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ ہے، وہ کہیں گئی نہیں ہے، وہ موجود ہے ضائع نہیں ہوتی۔ وہ ایکشن پلان میں موجود ہے۔اچھا! اب یہ رپورٹ لے لیں، ملک صاحب !سن لیں۔ جی ڈار صاحب آگے فرمائیے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جی جناب۔ فوزیہ فاروق بہن نے بھی کہا ہے کہ میرا بھی ایک لاکھ لیں تو یہ ایک کروڑ تیس لاکھ پچھتر ہزار ماشاء اللہ ہو گیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حاجی صاحب! مہربانی کریں اور ان کو سن لیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں آپ کو پچاس ہزار روپے کا چیک پیش کروں گا لیکن یہ پچیس ہزار روپے میں نہیں دوں گا۔ یہ جبر ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ پچیس ہزار اور دے دیں ورنہ ہماری یہ ترتیب خراب ہو جائے گی۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں اس کے خلاف ہوں یہ جو آپ جبر سے لیتے ہیں، میں اس کے خلاف ہوں۔ میں آپ کو پچاس ہزار دوں گا مگر یہ نہیں دوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حاجی صاحب! آپ روٹین کو خراب نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔ جبر سے کون مانگ رہا ہے اور آپ سے کون جبر کرسکتا ہے۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اچھا جی ان کے پچیس ہزار میرے لیے بڑے valuable ہیں کیونکہ اب round figure ہو گیا ہے۔ایک کروڑ اکتیس لاکھ ہو گئے ہیں۔ اب جناب !جو فیصلے ہوئے

وہ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں رکھنے بہت ضروری ہیں۔ جو کل کی میٹنگ تھی اس میں basically یہ طے پایا ہے، آپ بھی موجود تھے کافی طویل بحث بھی ہوئی، تین چار گھنٹوں میں جو فیصلے ہوئے ان میں یہ ہے کہ سب سے پہلے سینیٹر صاحبان اور ہماری جو بہنیں ہیں انہوں نے یہ کرنا ہے کہ یہ جو ایک کروڑ اکتیس لاکھ روپے ہیں، یہ کام سب سے پہلے کریں۔ اس کو collect کرنے کی ذمہ داری میری ہے، میں سب ساتھیوں کو remind بھی کرا رہا ہوں اور کافی بھائیوں نے الحمد للہ آج چیک دے بھی دیے ہیں، جو باقی ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ کل تک دے دیں تا کہ یہ پیسے purchase committee کو دیئے جائیں کیونکہ next stage purchase committee ہے۔ جو purchase and procurement committee ہے اس میں ہم نے جو اپنی بہنیں تھیں، سیمیں صدیقی، گلشن سعید، نجمہ آپا، سعیدہ اقبال صاحبہ چلی گئی تھیں لیکن جتنی بھی ہیں ان کو ہم نے کہا تھا کہ آپ ایک standard pack گل محمد لاٹ صاحب کے ساتھ طے کرلیں کہ ہر standard pack میں یہ چیزیں ہوں گی تا کہ ہمیں پتا چل جائے کہ اتنے چاول، اتنی چینی ہو گی، وہ ہمیں بنا دیں جو کہ انہوں نے آج میٹنگ کر لی ہے اور اس کی ہم یوٹیلٹی سٹور سے قیمتیں لے لیں اس لئے کہ اس سے بہتر تو کہیں قیمت نہیں ملے گی کیونکہ وہ حکومت کا سٹور ہے لیکن غلام علی صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ پیسے اور سٹور کی قیمتیں مجھے دے دیں چونکہ ایک تو transportation cost بچے گی، کراچی میں ان کے جو wholesale dealer members ہیں یہ ان سے ساری quantity بنوا کر اس سے بہتر کوالٹی اور کم قیمت پر لے کر دیں گے۔ آپ کی جو purchase and procurement committee کا کام ہے اور آج انہوں نے میٹنگ بھی کر لی ہے اور امید ہے کل تک یہ ہمیں final کر کے دے دیں گے۔ راجہ صاحب کے دفتر والوں نے سٹور سے سرکاری قیمتوں کی تفصیل مانگ لی ہے۔ ہمارا یہ فیصلہ تھا کہ سب سے پہلے جو ہم نے کرنا ہے وہ کام کریں اس کے بعد ہم باقی لوگوں کو Overseas and Chambers وغیرہ کو follow up کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو تیسری کمیٹی ہے وہ dispatch committee ہے جب یہ چیزیں آجائیں گی، وہ کراچی میں procure ہوں گی، وہیں پر یہ سٹور ہوں گی، اس کے بعد آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ہمارے سینیٹر سردار علی صاحب کے ساتھ ہر کمیٹی کا ایک nominee minimum ہوگا، یہ distribution committee کہلائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اور ہر پارٹی سے ایک نمائندہ ہوگا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ایک نمائندہ ہوگا، مزید یہ کہ سردار صاحب اس کے focal person ہوں گے۔ یہ کمیٹی خود distribution کرے گی۔ کسی camp یا کسی DCO کے حوالے نہیں کرے گی۔ کل یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ ہماری اپنی satisfaction ہو کہ ہمارے اپنے ساتھیوں Distribution Committee کے members کی موجودگی میں اس distribution کا کام وہاں پورا کیا جائے۔ ہر پارٹی سے درخواست ہے کہ اپنا ایک ایک نمائندہ سردار صاحب کو دے دیں تاکہ Distribution Committee جس کا کام آج سے دو تین روز میں شروع ہوجائے گا، وہ ہوجائے۔ آپ کو یاد ہوگا اگلی کمیٹی تھی need assessment کی۔

اس میں گزارش یہ ہے کہ need assessment کے حوالے سے بڑی تفصیل اور information ٹی وی اور میڈیا نے ہمیں دی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا گل محمد لاٹ صاحب نے بھی ہمیں کل تفصیل دی اور وہاں کا آنکھوں دیکھا حال بتایا۔ انہوں نے اگر مزید need assessment کی basis پر ہمیں جو input دینی ہے یا جو Purchase and Procurement Committee کو دینی ہے کہ جی یہ یہ چیزیں آپ ڈالیں، تو یہ ہمیں دیں گے۔ یہ جو تمام goods ہیں، اب ماشاءاللہ ایک کروڑ چودہ لاکھ کی بجائے ایک کروڑ اکتیس لاکھ کا سامان جو خریدا جائے گا، اس پر کسی political party کا نام نہیں ہوگا، سینیٹ آف پاکستان کا نام ہوگا اور وہ bags گل محمد لاٹ صاحب 'سینیٹ آف پاکستان' کے نام سے provide کریں گے۔ اس کے بعد Distribution Committee وہاں اپنا کام کرے گی۔

اس کے ساتھ جو parallel کام کرنا ہے کیونکہ پچیس لاکھ کی رقم ہے، یہ ہمارے جو فیڈریشن سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ ہیں، اس کے لیے فیصلہ ہوا تھا کہ ہمارے جو ساتھی کراچی جانا چاہیں، اس میں آپ نے غالباً indicate کیا تھا اگر جاسکیں تو، حیدری صاحب جائیں گے، تو ایک طرف تو Purchase and Procurement Committee وہاں اپنا کام کرے گی، ان تاجروں کے ساتھ فیصلہ ہوگا۔ دوسری طرف وہ جو اس کی packing شروع ہوگی، گل محمد لاٹ صاحب coordinate کریں گے۔ تیسری طرف سٹور میں چیزیں تیار ہوں گی، تو اس میں تین چار دن لگیں گے۔ ساتھ ہی facilitate کریں گے کہ وہاں جو business community کے لوگ ہیں، میں سمجھتا ہوں ذاتی طور پر کہ پچیس لاکھ فیڈریشن آف چیمبر آف کامرس کے لیے کوئی ہدف نہیں ہے، میں نے کل بھی عرض کیا

تھا، یہ تو minimum ہے۔ یہ تو تین چار لوگ دے دیں گے۔ ان کے ذمے تو کم از کم دو ڈھائی کروڑ روپیا ہونا چاہیے یعنی کراچی میں ماشاء اللہ، اتنی بڑی community ہے اور وہاں کے مخیر حضرات دیں گے۔ جب ان کو یہ نظر آئے گا کہ transparent طریقے کے ساتھ ہم یہ چیزیں بھجوا رہے ہیں اور اللہ کے فضل یہ صحیح deserving لوگوں کو جائیں گی تو آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ کو join کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے کہا اس میں سینیٹ آف پاکستان involve ہے اس لیے وہ اس کو زیادہ reliable سمجھیں گے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: چیئرمین صاحب! ہم ان کو کہیں گے۔ اگر انہوں نے نمائندہ دینا ہے تو وہ بھی دیں۔ دیکھیں جی جب transparency ہے اور ہم کہتے ہیں ہر چیز کھلی ہے تو اگر انہوں نے نمائندہ دینا ہے تو دیں گے۔ یہ تو ہمارے لیے اچھا ہے کہ ان کا بھی ایک نمائندہ آجائے اس Distribution Committee میں اور Procurement میں بھی۔

(مداخلت)

سینیٹر سعیدہ اقبال: اس سے پہلے کمیٹی کی میٹنگ تھی اور چیئرمین صاحب نے پابند کیا تھا کہ ضرور attend کرنی تھی۔ مجھے آج بھی کسی meeting میں نہیں بلایا اور ہماری پارٹی کی ثریا امیر الدین وہاں پورا روز بیٹھی تھیں، ان کو کسی بھی کمیٹی میں کسی نے نہیں ڈالا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: لیکن ہم نے کہا تھا کہ ساری بہنیں آئیں۔ دیکھیں۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہاں House میں طے ہوا تھا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اگر ان کو kitchen items کا نہیں پتا، اگر یہ ہمیں نہیں بتا سکتیں کہ کیا ہمیں دینا چاہیے، تو اور کون بتائے گا۔ اس لیے ہم نے تو کسی male member کو ڈالا ہی نہیں ہے۔ اس میں سب بہنوں کی شمولیت کا فیصلہ ہوا تھا کہ جو جو voluntarily آنا چاہے۔

اچھا جی اگلی بات یہ ہے کہ جو آپ نے Chamber کے متعلق فرمایا جو حاجی غلام علی صاحب کی قیادت میں ہے، اس کا نام آپ نے فرمایا تھا کہ یہ Coordination Committee ہو گی کیونکہ اس نے business community سے coordinate کرنا ہے۔ وہاں ہمارا سارا ware housing and purchases کا arrangement کرنا ہے، اس میں جہانگیر بدر صاحب نے کہا تھا کہ وہ بھی involve ہونا چاہتے ہیں۔ اس کمیٹی میں اور بھی ہر پارٹی سے اگر ایک ایک بندہ آنا چاہے، وہ آجائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ ڈار صاحب۔ جاوید شاہ صاحب! مہربانی ہوگی آپ کی، تھوڑا سا خیال کریں۔ یہ بڑا important matter ہے اگر آپ سمجھتے ہیں۔کہنے کا مطلب ہے کہ یہ relief آسانی سے work out نہیں ہوا، وہ جسے کہتے ہیں کہ خاصے تردد سے conclude ہوا ہے۔ مہربانی کریں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اگر آپ ایک ruling دے دیں کہ آج کے دن کے لیے جو discipline maintain نہیں کرے گا، باتیں کرے گا اس پر پچیس ہزار روپے fine ہوگا جو اس میں جائے گا تو کوئی بات نہیں کرے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مجھے ضیاء الحق نہ بنائیں، رہنے دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میری آخری گزارش یہ ہے کہ جب ہمارا اپنا سینیٹ کا کام چار پانچ دن میں مکمل ہوجائے اور بنگش صاحب اگر straight away بھی plan کریں تو یہ تھا کہ ان کا overseas کا idea کل approve ہوا تھا کہ بنگش صاحب کی قیادت میں، چونکہ لاٹ صاحب بھی busy ہیں اس وقت، تو یہ جو بھی دو تین ساتھی جاسکتے ہیں جائیں گے۔ وہ پھر addition ہوگی۔ یہ تو mandatory ہے، اب کرنا ہے، انشاء اللہ اس کو اکٹھا کرکے ایک کروڑ اکتیس لاکھ کا سامان parallel پانچ چھ دن میں بھجوا کر، اس کے بعد یہ overseas والی کمیٹی چلی جائے۔ یہ کل بھی جانا چاہیں تو چلے جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ تو میرے خیال میں ہفتے اور اتوار تک final ہوجائے گا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: انشاء اللہ، یہ کام ہوجائے گا۔ یہ کل کی جو main باتیں تھیں، میں نے عرض کردی ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ میں نے کوئی miss کیا ہے۔ اگر میں نے basic فیصلوں میں سے کوئی miss کیا ہے تو آپ یا حیدری صاحب فرمادیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس میں کوئی addition ہے؟ مولانا حیدری صاحب! آپ بات کریں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! کل کی تفصیلات تو محترم اسحاق ڈار صاحب نے بتائی ہیں اور ساری باتیں سامنے آگئی ہیں۔ چند گزارشات جو چند دوستوں کی طرف سے وہاں

سامنے آئیں، ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ چونکہ سندھ اور ملک کے دیگر علاقوں میں جو سیلاب آیا ہے وہ انتہائی تباہ کن ہے اور اس کے لیے بڑی خطیر رقم کی ضرورت ہوگی، اس بنا پر یہ رائے سامنے آئی کہ وزیراعظم صاحب سے کہا جائے کہ 29 ارب روپے جو ان کا مخصوص فنڈ ہے، اس میں سے زیادہ رقم متاثرینِ سیلاب کے لیے مختص کی جائے۔ یہ بھی کل کی میٹنگ کی ایک رائے تھی، میں نے سوچا اسے بھی آپ کے سامنے رکھوں۔ اس حوالے سے جو بھی آپ مناسب سمجھیں یا کوئی سینیٹ کی کمیٹی پرائم منسٹر سے ملاقات کرے اور ان کی توجہ اس جانب مبذول کرائے یا جو بھی طریقہ ہو، جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

اسی طرح لاکھوں ایکڑ زرعی زمینیں زیرِ آب آگئی ہیں اور زمیندار انتہائی بری حالت کا شکار ہو چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی فوری امداد بھی ضروری ہے لیکن کم از کم اتنا ہونا چاہیے کہ ان کے جو زرعی قرضے ہیں، معاف کردیے جائیں۔ جو بجلی کے بل ہیں، وہ معاف کردیے جائیں اور زمینداروں کو بلاسود قرضے دیے جائیں تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں۔

جناب عالی! اسی طرح حالیہ بارشوں سے سڑکیں تباہ ہوگئی ہیں۔ اب بالخصوص سندھ میں راشن لے جانے والے چاہے حکومتی ادارے ہیں، چاہے NGOs ہیں، ہمارے اپنے اپنے ادارے بھی ہیں جو ہمیں بتاتے ہیں کہ جی سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں، لوگ پھنسے ہوئے ہیں، ہم ان تک نہیں پہنچ پا رہے۔ اس حوالے سے صوبہ سندھ حکومت سے ہماری گزارش ہوگی کہ وہ سڑکوں کی جلدی مرمت کرے تاکہ سامان متاثرین تک پہنچ سکے۔

اسی طرح حالیہ سیلاب سے جہاں جہاں جو اضلاع متاثر ہوئے اور بالخصوص صوبہ سندھ وہاں تعلیمی ادارے بند ہو چکے ہیں۔ بچوں کی تعلیم ضائع ہو رہی ہے۔ اس کے لیے صوبائی حکومت کوئی متبادل انتظام کرے، وفاقی حکومت اس کے ساتھ تعاون کرے تاکہ بچوں کی تعلیم ضائع نہ ہو۔ اس حوالے سے ہمارے سینیٹر حضرات کی رائے تھی کہ ہمارے ملک میں جو مالیاتی ادارے اور بینک ہیں، ان کو بھی میدان میں آگے آنا چاہیے۔ بینکوں اور مالیاتی اداروں کی طرف سے اور نجی بینکوں کی طرف سے آج تک ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی ہے۔ ہم اس ایوان کے توسط سے ان سے بھی گزارش کریں گے کیونکہ یہ ایک بہت بڑا قومی المیہ ہے اور اس میں ہم جب تک من حیث القوم مل کر اپنے متاثرہ بھائیوں کی مدد نہیں کریں گے تو شاید ان کو اس مصیبت سے نجات نہ مل سکے۔ آج دعائے استغفار بھی ہوئی، ہم نے یوم دعا منایا۔ اس حوالے سے صدر صاحب نے اپیل کی تھی، ہم بھی دعا کے لیے مساجد میں گئے۔ پوری

قوم کو توبہ کرنی چاہیے۔ شاید ہماری خطائیں، لغزشیں، بہت ساری ہیں جن کی وجہ سے بارانِ رحمت ہمارے لیے عذاب بن رہی ہے۔ اس لیے قوم کو، حکمرانوں کو، اداروں کو اپنے گریبان میں بھی جھانکنا چاہیے۔ پورے ملک میں جو خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے، بے گناہ لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے، مساجد اور مدارس کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے تو کیا ایسے اقدامات کے نتیجے میں عذاب نہیں آئے گا تو پھر کیا آئے گا؟ ہمارے لیے رحمت کے قطرے عذاب بن کر آرہے ہیں، گولی بن کر آرہے ہیں۔ ڈینگی وائرس، اسی طرح ملیریا، گیسٹرو جیسی وبائیں پھیلتی جا رہی ہیں۔ اس لیے ان متاثرین کی امداد کے ساتھ ساتھ من حیث القوم ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہمارے ملک میں یہ کیا ہو رہا ہے؟ جس جس کی جتنی بھی ذمہ داری ہے، میں آج اُن باتوں میں جانا نہیں چاہوں گا، آج ہم اسی بات کو لیتے ہیں کہ جو سیلاب آیا ہوا ہے، لاکھوں افراد متاثر ہوئے ہیں، لاکھوں لوگ بے گھر ہو گئے ہیں، بے یارو مددگار پڑے ہوئے ہیں۔ حکومت کہتی ہے کہ ہم اب تک ڈیڑھ لاکھ لوگوں کو راشن فراہم کر چکے ہیں، آگے کچھ بھی نہیں ہے۔ پینتالیس پچاس لاکھ لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ محکمہ موسمیات والے بتا رہے ہیں کہ اب بارش کا رخ پنجاب اور بلوچستان کے مشرقی علاقوں کی طرف ہو گا۔ اللہ کرے کہ ہم نے آج جو دعائیں کی ہیں وہ قبول ہو جائیں اور قوم اس مصیبت سے نجات حاصل کرے۔ بہر کیف اس موقع پر ہمیں قومی یکجہتی کی ضرورت ہے، ماضی میں جیسے زلزلہ یا سیلاب آیا تو قوم نے یکجہتی کا مظاہرہ کیا، پیسے آئے لیکن جناب والا! میں اس ضمن میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ پیسہ بہت آیا، اب بھی آئے گا، یہ تو ہماری چھوٹی سی پونجی ہے جو ہم نے پیش کی ہے، اسحاق ڈار صاحب اور باقی سب دوستوں نے مل کر کچھ اپنے پاس سے اور کچھ اپنے دوستوں سے یہ پیسے اکھٹے کیے ہیں۔ پیسے اب بھی آئیں گے لیکن اللہ کرے کہ مستحقین کو ملیں۔ ہمیں اس پر check رکھنا ہو گا۔ ہم اپنی اس کمیٹی کے ذریعے جو یہ مختصر سا فنڈ اور packets کی صورت میں تقسیم کریں گے اور ہماری کوشش ہو گی کہ ہم اداروں پر بھی check رکھیں تاکہ لوگوں کو صحیح معنوں میں امداد مل سکے۔ دیکھا یہ گیا ہے اور ہم بھی جاتے رہتے ہیں کہ وہ لوگ جو مستحق نہیں ہیں یا کم از کم زیادہ مستحق نہیں ہیں، وہ پہلی صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں، شاید ان کے سفارشی بھی ہوتے ہیں، ان کی ضلعی انتظامیہ سے بھی ملی بھگت ہوتی ہے، ان تک تو امداد پہنچتی ہے، وہ لے جاتے ہیں اور پھر اسے مارکیٹوں میں بیچ بھی دیتے ہیں لیکن وہ لوگ جو شرم کے مارے، جو اپنی عزت نفس کے حوالے سے سڑک پر نہیں آسکتے، لائنوں میں کھڑے نہیں ہو سکتے، ہمیں بھی ان کی پرواہ نہیں

ہوتی ہے۔ اس لیے اس تقسیم کو شفاف بنانا بھی ضروری ہے تاکہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ صحیح طور سے مستحقین تک پہنچ سکے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مولانا صاحب! ایک بات میں بھی کہتا چلوں، آپ چونکہ ایک عالمِ دین بھی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی امت میں ابھی تک عذاب نہیں آیا، یہ جھٹکے ہمارے گناہوں کے ہمیں ملیں ہیں اور ملتے رہیں گے۔ عذاب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر آیا، عذاب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر آیا، عذاب total vanish کے حساب سے آتا ہے، یہ تھوڑے بہت جھٹکے ہمارے گناہوں کے ہیں۔ یہ میری ایک سوچ ہے، اس کا برا نہ منائیے گا۔ حضرت محمد ﷺ کی امت پر عذاب نہیں آتا ہے۔ ہمایوں صاحب! آپ بات کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ جناب چیئرمین! کل ہونے والی میٹنگ میں آپ بھی موجود تھے، ہمارے دوسرے ممبران بھی موجود تھے اور اس میں جو کچھ کیا گیا، کہا گیا، وہ ڈار صاحب نے بیان کیا، مولانا صاحب نے اس کو reinforce کیا اور اس کے نتیجے میں کل تک ایک کروڑ چودہ لاکھ روپے جمع ہوئے تھے، کمیٹیاں بنی تھیں جنہوں نے field میں جا کر relief goods تقسیم کرنی ہیں، میں بھی ان کمیٹیوں میں شامل ہوں۔ آج وہ رقم ایک کروڑ بتیس لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ میں بڑے افسوس سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے میڈیا کے ایک مادر پدر تجزیہ نگار جو کہ بہت بڑے تجزیہ نگار سمجھے جاتے ہیں وہ امریکہ میں بیٹھ کر سینیٹ کی تضحیک کرتے ہیں۔ ان کو یہاں پر بیٹھے ہوئے پروگرام کے میزبان نے بتایا کہ سینیٹ کے ہر ممبر نے پچیس پچیس ہزار روپے donate کئے ہیں اور اس کے نتیجے میں پچیس لاکھ روپے جمع ہوئے ہیں بلکہ اس نے خود کہا کہ یہ پچیس لاکھ روپے تو کچھ بھی نہیں ہے، یہ فراڈ اور ڈرامہ ہے۔ آپ ایک طرف تو غلط بیانی کر رہے ہیں کہ جہاں پر ہم نے ایک کروڑ بتیس لاکھ روپے جمع کیے بلکہ اب ایک کروڑ تینتیس لاکھ ہو گئے ہیں اور اس کے ساتھ ہم خود کمیٹیوں میں شامل ہیں، ہم انہیں خود procure کریں گے اور چیزیں خود distribute کریں گے۔ ان سے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے ملک آ جائیں، وہاں امریکہ میں بیٹھ کر ہماری تضحیک کر رہے ہیں، وہ اس ایوان کا استحقاق مجروح کر رہے ہیں۔ میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آئیں اپنے ملک اگر آپ کو اپنے ہم وطنوں کا اتنا ہی غم ہے جو اس وقت مصیبت میں ہیں ان کے پاس جائیں، ان کی

coverage کریں اور خود contribute کریں۔ ہمارے سینیٹرز کے پاس یہی تنخواہیں ہوتی ہیں، مجھے معلوم ہے کہ یہاں پر بہت غریب سینیٹرز بھی موجود ہیں اور ان کا صرف اپنی تنخواہ پر گزارہ ہے، انہوں نے بھی اپنی پوری تنخواہ donate کی ہے۔ ان کے علاوہ اسحاق ڈار صاحب اور دوسرے ممبران جو صاحبِ حیثیت ہیں، انہوں نے اپنی استطاعت کے مطابق زیادہ contribute کیا ہے۔ یہی نہیں ہم field میں بھی جا رہے ہیں۔ وہ اس کو اِس طرح پیش کر رہے ہیں، قوم کو گمراہ کر رہے ہیں، یہ کون سی صحافت ہے؟ یہ ملک کے ساتھ کون سی ہمدردی ہے؟ یہ کیسی حب الوطنی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اگر ان کو اتنا ہی درد ہے تو یہ field میں جائیں۔ ہم اس سے زیادہ نہیں کر سکتے ہیں، ہمارے disposal پر کوئی اور فنڈز نہیں ہیں۔ جیسے مولانا صاحب نے کہا کہ وزیراعظم صاحب کے پاس انتیس ارب روپے کے discretionary funds ہیں، ہم اس کے لیے وزیراعظم صاحب سے بھی ملیں گے اور کوشش کریں گے وہ اس فنڈ سے سیلاب زدگان کو زیادہ سے زیادہ امداد دیں۔ خدارا! اس موقع پر سیاست چھوڑیں اور اپنی صحافت کو نہ چمکائیں۔ اس طرح ہمیں آپ کی حب الوطنی پر شک ہو رہا ہے۔ خدارا! پارلیمنٹ اور سینیٹ کی تضحیک کو بند کیا جائے۔ میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہمایوں صاحب میں آپ سے agree کرتا ہوں۔ اصل میں اس وقت Senate of Pakistan پوری یک جہتی سے سیلاب زدگان کے لیے جو اپنی efforts کر رہا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ اگر کوئی آدمی یا جرنلزم کا کوئی آدمی اپنا view رکھتا ہے تو وہ اس کی ذاتی رائے ہو سکتی ہے۔ آپ جو بھی کہیں، کسی پر بھی کوئی تنقید ہو سکتی ہے، وہ کر رہا ہے۔ اس کو یہاں آ کر دیکھنا ضرور چاہیے کہ نیشنل اسمبلی کا اجلاس prorogue ہو گیا ہے لیکن ہم نے اپنا کام بند نہیں کیا اور اب بھی ان کے لیے کوششوں میں مصروف ہیں۔ ہم نے اپنے ذاتی مسائل، Privilege Motions وغیرہ سب کچھ چھوڑ دیا ہے اور سیلاب زدگان کے لیے پوری یک جہتی سے، ہمدردی کر کے، محنت کر کے ان کے لیے سامان جمع کیا ہے جو دو تین دن میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو disburse ہو جائے گا۔ یہ اگر انہوں نے کہا ہے تو یہ ان کی ذاتی رائے ہے۔ لوگ ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: Sir جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، صحیح ہے، درست ہے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: ایک منٹ دیں گے جناب؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پھر آپ شاعری کرنے لگ پڑیں گے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: نہیں ,Sir۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا ٹھیک ہے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: جناب چیئرمین! میں کل بھی یہ بات کرنا چاہتا تھا۔ بہت شکریہ آپ کا۔ بات یہ ہے کہ جو مندوخیل صاحب نے بات کی ہے، یہ میں نے بھی کل ٹی وی پر سنا تھا۔ مجھے بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ جس انداز سے وہ مذاق اڑا رہے تھے ۔ یہ ایک gesture ہوتا ہے، ٹھیک ہے لیکن ایک بات میرے ذہن میں ضرور آئی تھی۔ اس کا میں اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھیں رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے موقع پر ایک ہی مرتبہ چندے کی اپیل کی تھی تو بہت سارے لوگ چندہ دینے آئے تھے ۔ لوگوں نے چندہ دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی آدھی دولت دے دی تھی اور ایک صحابی آئے وہ ہاتھ پیچھے کر کے کھڑے تھے تو حضور ﷺ نے پوچھا آپ کیا لائے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو دو کھجوریں ہیں۔ یہی میری کل دولت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تو اہمیت زیادہ ہے کیونکہ تم نے اپنا سب کچھ دے دیا۔ سارا مال و متاع دے دیا۔

کل جب یہاں پر میری ایک بہن نے کہا کہ میں بیوہ خاتون ہوں اور میں پچیس ہزار نہیں دے سکتی۔ میرے نزدیک پندرہ ہزار یا پچیس ہزار کا issue نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کسی کو point out نہ کریں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: میری گزارش تو سن لیں، میں point out نہیں کر رہا، میں نے نام نہیں لیا۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں، میرا نقطہ سمجھیں۔ یہاں پر اس کے جواب میں کہا گیا کہ نہیں جی نہیں پورے ماہ کی تنخواہ دیں۔ اچھی بات ہے لیکن میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے واقعی سیلاب زدگان کی مدد کرنی ہے تو پھر تنخواہ کو بنیاد بنا کر نہ کریں۔ ہر شخص اپنی پندرہ دن کی کمائی دے تو آپ دیکھیں گے سینیٹ میں اربوں روپے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ جس کی پندرہ دن کی کمائی پچیس ہزار ہے اس نے تو دے دی۔ جن کی کمائی مہینے کی کروڑوں روپے ہے وہ اپنی پندرہ دن کی کمائی کیوں نہیں دیتے۔ وہ اگر دے دیتے تو شاید جیو میں بیٹھے ہوئے شخص کو تنقید کرنے کی ہمت نہ ہوتی لیکن میں کہنا یہ چاہتا

ہوں کہ جب بھی بنیاد بنائیں تو وہ انصاف اور اصولوں پر ہونی چاہیے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ ایک غریب آدمی جس کو پچاس ہزار مل رہے ہیں اس کو ایک ارب پتی بنیاد بنا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ نہیں تم کم دے رہے ہو۔ زیادہ دینا چاہیے۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا شکریہ جی۔مشاہد صاحب میں اپنے view میں تھوڑا سا آپ سے اختلاف کروں گا۔آپ نے کہا کہ فلاں، میری Islamic research کے مطابق رسالت مآب ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ ، ان چاروں کے پاس کوئی چیز ہی نہیں تھی۔ ان پر زکوٰۃ ہی واجب نہیں ہوئی۔ ان کے پاس زکوٰۃ دینے کے لیے کچھ تھا ہی نہیں۔مجھے یہ ثابت کردیں، انہوں نے کبھی اپنے پاس کچھ رکھا ہی نہیں۔آج مال غنیمت آیا تو اسی وقت نکال دیا۔ صرف حضرت عثمان غنیؓ کے پاس پیسا نظر آتا ہے۔ ان لوگوں نے کمال کی history بنائی۔ آپ پیسا جمع کرنے کو کہتے ہیں۔ رسالت مآب ﷺ نے کہا کہ دوسرے دن کی آپ کو فکر نہیں ہونی چاہیے۔ یہ چیزیں ہیں۔ یہ جو دینے کا مسئلہ ہے یہ ہے جبکہ ہم تو جمع کرتے ہیں۔ جی عباس صاحب! اب میں formal شروع کردوں؟

سینیٹر عباس خان: جناب مجھے دو باتیں کرنے کا موقع دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عباس صاحب ایک منٹ۔

سینیٹر عباس خان: ہاں جناب ایک منٹ، مجھے دو منٹ دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مجھے formal کام کرلینے دیں۔

سینیٹر عباس خان: بس دو منٹ دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے دو منٹ بھی بڑے لمبے ہوتے ہیں۔ جی عباس صاحب بتائیں۔

سینیٹر عباس خان: یہ جو آفت آئی ہے، سندھ میں سیلاب آیا ہے۔ اس میں قوم کی یک جہتی بہت اچھی بات ہے۔ ہم سب میں اتفاق ہے، یک جہتی ہے۔ اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہم سندھ کے لیے پیسا اکٹھا کریں، فنڈ اکٹھا کریں۔ پنجاب میں بھی جب آیا تھا تو ہمیں ایسے پیار نظر آیا کہ وہاں کے

لیے بھی سب لوگ اکٹھے بیٹھے، relief funds اکٹھے ہوئے، سب کچھ ہوا اور کرتے رہے۔ انشاء اللہ قوم کو جہاں بھی کوئی تکلیف ہو گی، فاٹا کے لوگ ہمیشہ ان کے شانہ بشانہ کھڑے تھے اور کھڑے رہیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عباس صاحب. Thank you آپ بیٹھ جائیں۔ یہ موقع اپنا گلہ کرنے کا نہیں ہے، مہربانی آپ کی۔ جی لاٹ صاحب کیا کہتے ہیں آپ بتائیں۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: میری ایک request تھی۔ I am sorry, ہمارے Federal Minister بھی بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں وہ legislation کا ایک مسئلہ ہے۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: جی میں نے ہاؤس سے اجازت لی ہے، مجھے جانا ہے میری فلائیٹ ہے اس لیے میری دو گزارشات ہیں۔ ایک تو I am grateful to this House, کہ میں نے سندھ کے سیلاب کے مسئلہ پر توجہ دلائی۔ اس پر کل ایک emergency meeting call کی گئی۔ جس کے نتیجے میں یہ جو پیسے جمع ہوئے ہیں، میں سارے ہاؤس کا thankful ہوں۔ میری request پر سارے دوستوں نے جو کچھ ممکن ہو سکتا تھا وہ کیا اور میری طرف سے ان علاقوں میں رمضان سے پہلے food etc., distribute ہو رہی ہے لیکن ڈار صاحب نے کہا کہ چونکہ سارے ہاؤس نے پیسے دیئے، آپ نے کوئی contribution نہیں کی۔ سب سے پہلے تو one million میں اپنی طرف سے اس میں contribution دیتا ہوں۔

اس کے علاوہ ایک اور بات کی گئی جو ہمارا NDMA ہے، National Disaster Management Authority نے جو لسٹ بنائی ہے اس کے مطابق جو items required ہیں جیسے dry food میں، ہم نے وہی items select کیے ہیں اور انشاء اللہ اس کے مطابق جو لوگوں کی ضرورت ہے وہ items اس میں شامل کریں گے۔

Sir, ایک چیز اور تھی کہ Point No.7 پر میری Standing Committee کی رپورٹ lay down کرنی ہے اگر آپ مجھے اس کی اجازت دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس طرف میں آرہا ہوں۔ یہ میں طاہر مشہدی صاحب سے شروع کر رہا ہوں۔ آپ کی بھی آجاتی ہے بعد میں، صرف پانچ منٹ۔

Senator Gul Muhammad Lot: Sir, I am missing my flight.

مجھے جانا ہے please میں ان کو request کروں گا اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں lay کرلوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی اجازت ہے ہاؤس کی تو ان کا item پہلے لے لیں؟ ٹھیک ہے۔

جی لاٹ صاحب پڑھیں۔

Presentation of Reports

Senator Gul Muhammad Lot: Sir, thank you very much. Sir, I Senator Gul Muhammad Lot, Chairman, Standing Committee on Textile Industry, I beg to lay down the report of the Committee for the period from 17th December, 2009 to April, 2011. Here I would like to mention

کہ اس committee کو چلانے میں اور اس رپورٹ کے بنانے میں میری سیکرٹری سینیٹ کمیٹیز کی مس فرزانہ خان اور میرے پی ایس حسن گل کی جو خدمات تھیں may be it could have been difficult for me, کہ میں یہ رپورٹ بنا کر ہاؤس میں پیش کر سکتا۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Lot Sahib. The Report stands presented. Its Ok. Item No. 3 Tahir Mashhadi Sahib.

جی کرنل طاہر مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much, Mr. Chairman but before....

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ I am grateful یہ بڑا زبردست gesture ہے ہاؤس کا سندھ کے بھائیوں کے ساتھ لیکن میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کردوں کہ سندھ کے ساتھ ساتھ بلوچستان میں نصیر آباد کے علاقے میں، قلات کے علاقے میں، مستونگ کے علاقے اور سوراب اور دوسرے علاقوں میں بھی لوگ affect ہوگئے ہیں، far flung area ہے، بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں اور وہاں پر رسل و رسائل کا بہت زیادہ problem پیدا ہو گیا ہے۔ ڈار صاحب

اگر آپ کی attention ہو۔ میں ڈار صاحب سے درخواست کروں گا کہ اگر ان کی assistance ہو تو I
will be grateful to him. ڈار صاحب سندھ کے ساتھ ساتھ بلوچستان کو بھی شامل کر لیں تو ان کی
مہربانی ہو گی اور بلوچستان میں جو flood affected areas ہیں مجھے امید ہے ڈار صاحب اس کو بھی
consider کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : صابر صاحب! آپ گھبرائیں نہیں ، یہ بات کل ہو گئی
ہے۔ سندھ اور بلوچستان کے دونوں مسئلے اکٹھے ہو جائیں گے کیونکہ بلوچستان پاکستان سے باہر نہیں
ہے۔ کرنل طاہر مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much sir, but before I read out my report
میں صبح سے انتظار کر رہا تھا کہ مجھے بھی ایک منٹ دیا جائے۔ یہ جو collection on behalf of
Senators ہوئی ہے، یہ بہت خوش آئند بات ہے اور یہ بہت ہی unification اور پیار اور محبت کی
بات ہے اور سینیٹر صاحبان نے اپنی طرف سے بڑی خوشدلی دکھائی ہے مگر اس کو misunderstand
نہ کیا جائے۔ This is the Senate of Pakistan. سینیٹرز جو کچھ بھی آپس میں مل کر کر رہے
ہیں یہ ہماری ذات کی طرف سے ہے but as far as the Senate is concerned اور ہم
لوگ جو سینیٹ کے ممبرز ہیں ، ہماری ذمہ داری تو یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ ہماری قائمہ کمیٹیاں ہیں،
ہماری Standing Committee on Interior ہے وہ in action آئے اور دیکھے کہ وہاں پر law
and order situation کیا ہے ، protection to the flood affectees کیا ہے؟ وہاں پر
کیسے کام چل رہا ہے؟ کیسے convoys کو وہاں پر protect کیا جا رہا ہے؟ ہماری جو Standing
Committee on Finance ہے وہ in session آ جائے اور وہ Ministry of Finance سے
پوچھے کہ آپ کیوں فنڈز نہیں دے رہے اور اسی طرح ساری کمیٹیاں in action آئیں because
we are the Upper House of the Parliament and as Upper House of the Parliament, we are responsible to monitor all the activities of the Government departments and the Government departments must come into action to help the poor suffering people of Sindh and of Balochistan at this moment and of Punjab also. We must not forget the Punjab because the Dengue fever is equally disturbing the

people of Pakistan. اور کہیں بھی اگر اس قسم کی چیز ہو تو سینیٹ کی اپنی responsibility کبھی absolve نہیں ہوتی اور نہ ہماری کبھی intention ہے۔ لوگ misunderstand کر رہے ہیں اور پریس اور میڈیا میں اسی لیے شاید misunderstanding ہے کہ Senate of Pakistan, the highest forum of Pakistan صرف ڈیڑھ کروڑ روپے کی بات کر رہا ہے، نہیں، یہ ہمارا ذاتی ایک رضاکارانہ gesture ہے کہ ہم اتنا اپنے لوگوں کے ساتھ پیار کرتے ہیں اور سارے سینیٹرز کو اپنے لوگوں سے پیار ہے۔ I have the honour to belong to Sindh and represent Sindh and I want to thank all of them for the kindness shown and for this spontaneous response that they have shown but with this work, what we are doing on our own یہ سینیٹ کی طرف سے جو ہم تھوڑا سا drop in the ocean کر رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے سارے resources اور باہر سے جتنا بھی پیسا آئے گا یا آگیا ہے، اس کی بھی monitoring کریں کیونکہ جب بھی پاکستان میں disasters آتے ہیں اس کے بعد جتنے بھی پیسے آتے ہیں either وہ کرپشن میں آدھے غائب ہو جاتے ہیں یا وہ اداروں میں غائب ہو جاتے ہیں اور پاکستان کے غریب suffering عوام جو کہ وہاں بے گھر بیٹھے ہوئے ہیں، بغیر کھانے کے بیٹھے ہوئے ہیں، سات، سات اور دس، دس دن سے بھوکے ہیں، وہ roads پر بیٹھے ہیں جہاں جا کر ہم فوٹو کھینچوا لیتے ہیں، یہ ساری غلط بات ہے، میڈیا انہی کو لیتا ہے جہاں ان کی access ہے، یہ تو ایسے areas ہیں جہاں آپ جا ہی نہیں سکتے جہاں پاکستان نیوی اور آرمی کے لوگ کام کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مشہدی صاحب! بات سنیں - اس مسئلے میں ممبران سینیٹ آف پاکستان ذاتی طور پر رقم اکٹھی کر رہے ہیں۔ اس کی analogy کوئی غلط کرے یا صحیح کرے، وہ کرتا رہے۔ اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ سینیٹ میں تمام پارٹیوں کے لوگ ہوتے ہوئے یہ سب effort کر رہے ہیں۔ اس میں اگر کوئی کہتا ہے کہ یہ کیا ہے، یہ کیوں ہے؟ کل کوئی کہے گا کہ یہ خود ہی رقم اکٹھی کر کے کھا گئے، ایسی چیزیں آتی رہیں گی، اس کی کوئی فکر نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی اس پر غور کرنا چاہیے - ہم نے رقم اکٹھی کی ہے اور نیک نیتی سے اکٹھی کی ہے اور اکٹھی کر کے اسے disburse کریں گے۔ Thank you very much. اب مشہدی صاحب اپنا item پڑھیں۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, that was the one aspect and the second aspect is the honour, the dignity and prestige of the Senate –

ہم اپنی duty کریں گے ، we are the Upper House of the Parliament. Our committees have the power to call any one and to call any document اس دفعہ کم از کم پاکستان we will ensure that پاکستان میں جتنا بھی پیسا آئے گا کے غریب suffering عوام کو جائے اور ان کو وہاں پوری طرح ملے اور اس دفعہ ان کے لیے کچھ rehabilitation ہو۔ ابھی تک زلزلہ زدگان بیٹھے ہوئے ہیں ، ابھی تک گزشتہ سال کے سیلاب والے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس دفعہ سینیٹ کی کمیٹیاں monitoring کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مشہدی صاحب! میری عرض ہے کہ آپ موجود تھے اور آپ کی موجودگی میں یہ فیصلہ ہوا کہ ساری distribution سینیٹ کے اراکین کریں گے۔ آپ کے سامنے یہ ساری چیزیں طے ہوئی ہیں کہ سارا کچھ سینیٹ کے ممبران کریں گے تو اس میں آپ کو کیا اعتراض ہے۔ اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔ زلزلے والی بات تو پہلے کی ہے لیکن جو موجودہ مسئلہ ہے اس میں تو آپ خود شامل ہیں اور آپ امداد تقسیم کرنے والوں میں ہوں گے۔ اب آپ Item No.3 move کریں۔ آپ کی مہربانی۔

Legislative Business

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I, the Chairman Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges, move that under Sub-rule (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Azam Khan Swati on the non availability of water in one of the bathrooms of club class of PIA flight PK-211 on Islamabad-Dubai sector operated on 28th May, 2011, due to sheer negligence of PIA authorities, be condoned till today.

Mr. Presiding Officer: It has been moved that under sub−rule (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Azam Khan Swati on the non availability of water in one of the bathrooms of club class of PIA flight PK−211 on Islamabad−Dubai sector operated on 28th May, 2011, due to sheer negligence of PIA authorities, be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is addopted. Item No.4

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I, the Chairman, Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges present report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Azam Khan Swati on the non availability of water in one of the bath rooms of club class of PIA flight PK−211 on Islamabad−Dubai sector operated on 28th May, 2011, due to sheer negligence of PIA authorities.

Mr. Presiding Officer: The report is presented. Next item No. 5.

Senator Lt. Gen. (R) Javed Ashraf: Sir, as Chairman, Standing Committee on Defence and Defence Prodecution, I move that under sub−Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the subject matter of starred question No.63, asked on 7th April, 2010, regarding the current operational routes of ATR 42 aircrafts maintained by Pakistan International Airlines (PIA), be condoned till today.

Mr. Presiding Officer: It has been moved under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the subject matter of starred question No.63, asked on 7th April, 2010, regarding the current operational routes of ATR 42 aircrafts maintained by Pakistan International Airlines (PIA), be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted. Item No.6.

Senator Lt. Gen. (R) Javed Ashraf: Sir, I, as Chairman, Standing Committee on Defence and Defence Production present report of the Committee on subject matter of starred question No.63, asked on 7th April, 2010, regarding the current operational routes of ATR 42 aircrafts maintained by Pakistan International Airlines.

Mr. Presiding Officer: The report stands presented.

Laying of the 3rd Quarterly Report for the year 2010-11 of the Central Board of Directors of the State Bank of Pakistan.

Mr. Presiding Officer: Next Item No. 8, Dr. Abdul Hafeez Shaikh on his behalf.

Mr. Akram Masih Gill (Minister of State for National Harmony): On behalf of Minister for Finance, Revenue, Planning and Development, Economic Affairs and Statistics, I lay before the Senate the Third Quarterly Report for the year 2010-2011 of the Central Board of Directors of State Bank of Pakistan on the state of Pakistan's Economy, as required under section 9A (f) of the State Bank of Pakistan Act, 1956.

Mr. Presiding Officer: Report stands presented.

بادینی صاحب! بڑی دیر سے آپ کا پیغام آ رہا تھا کہ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ کوئی amount announce کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: پچھلے دن سے ہم ہاتھ اوپر کر رہے ہیں لیکن کسی نے بولنے کا موقع نہیں دیا۔ آج اچھا ہوا کہ جناب چیئرمین اور جناب ڈپٹی چیئرمین نہیں ہیں اور آپ تشریف رکھتے ہیں، آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں مبلغ دو لاکھ روپے کا اعلان کرتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بادینی صاحب! سواتی صاحب کہتے ہیں کہ اونٹ کے منہ میں زیرہ ہے۔ ہاؤس نہیں مانتا آپ دیکھ لیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: اپوزیشن لیڈر نے مجھے اشارہ کیا ہے۔ چلو پانچ لاکھ کر دیتا ہوں۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: کس پارٹی نے پانچ کروڑ دئے ہیں۔ کسی نے اگر دئے ہیں تو ہمیں بتایا جائے۔ جس آدمی نے پانچ کروڑ دئے ہیں وہ ذرا ہمیں بتا دو۔ بڑے بڑے لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اگر کسی نے دئے ہیں تو ہمیں بھی بتا دو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلو پانچ لاکھ ٹھیک ہیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: گورنمنٹ پر تو بار بار اعتراض ہو رہا ہے۔ دوسروں پر نہیں ہو رہا ہے۔ ہم شکریہ ادا کرتے ہیں اسی سینیٹ کا جو کہ اتنا محنت کر رہا ہے اور ہمارے متاثرین بھائیوں کے لئے کچھ کر رہا ہے۔ ایک بات ضرور کروں گا۔ جس طرح ہمارے ساتھی نے کہا کہ بلوچستان کا نام کوئی نہیں لے رہا ہے۔ افسوس اور دکھ ہوتا ہے۔ صابر صاحب نے ابھی کہا اور آپ نے جواب دیا کہ وہ شامل ہے۔ شامل نہیں ہے۔ ہمیں بلوچستان پہلے چاہیے۔ سندھ بھی ہمارا صوبہ ہے۔ مہربانی کرکے آپ بلوچستان کو بھی شامل کر لیں۔ ڈار صاحب کو کہہ دیں کہ بلوچستان کو بھی لسٹ میں شامل کر دیں۔ ہم یہ لسٹ دیکھ لیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈار صاحب جواب دے دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! دو چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے ہاؤس کی information کے لئے عرض کر دوں۔ الحمدللہ ابھی جو بھائی نے further announcement کی ہے۔ فوزیہ بہن نے بھی اعلان کیا ہے۔ ایک کروڑ اڑتالیس لاکھ ہو گئے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کل کمیٹی کے جو ساتھی ملے تھے۔ اس کمیٹی میں جو بھی آنا چاہے آسکتا ہے۔ ایک اور میٹنگ کل کر لیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: ڈار صاحب سے میں یہ عرض کر رہا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے آدھا بلوچستان پر لگا دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں وہی عرض کر رہا ہوں۔ کل آپ کمیٹی میٹنگ میں یہ فیصلہ کر دیں۔ کل جب کمیٹی ملے گی تو جو damage assessment آیا ہوا ہے اور جو تناسب ہو گا سندھ اور بلوچستان کا اس حساب سے ہم یہ distribution کر دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈار صاحب! اس میں میری ایک suggestion ہے اور آپ کی رائے بھی اس میں شامل ہو گی۔ بادینی صاحب کی بات سن لیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: کوئی آج تک بلوچستان گیا ہی نہیں ہے۔ سروے نہیں کیا گیا ہے۔ ڈار صاحب کو کیا پتا چلے گا۔ پہلے ایک سروے ٹیم بلوچستان بھیج دیں اور سروے کروائیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! کل کے اجلاس میں National Disaster Management والے بھی ہوں گے۔ وہ بھی ہمیں تخمینہ بتائیں گے تو اس حساب سے پھر اس کو تقسیم کر دیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ اور ہاؤس کی recommendation سے کل جو کمیٹی کی میٹنگ ہے اس میں NDMA کو بھی سن لیں کہ وہ کل کیا کہتے ہیں۔ ان کو جو نوٹس کر دیا گیا ہے کہ وہ ہمیں پوری بریفنگ دیں۔ بعض چیزیں میرے حساب سے، کل میں بھی میٹنگ میں شامل تھا۔ سیلاب کے بارے میں ہمیں میڈیا سے اور دوسرے ذرائع سے مکمل طور پر پتا چل رہا ہے۔ لاٹ صاحب نے اور دوسرے ممبران نے بھی بتایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کل میٹنگ میں NDMA وہ بریفنگ بھی

دے اور اپنی رپورٹ بھی دے۔ اس میں آپ سے اورڈار صاحب سے اور ہاؤس سے پوچھتا ہوں کہ کل والے میٹنگ میں سب ممبران شامل ہوں۔ کل صبح 11:30 بجے میٹنگ کر لیں گے۔ جی سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ماشاء اللہ اس کرسی پر آپ بڑے خوبصورت اور ایک اچھے لیڈر کی طرح لگ رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: خوشآمد کے بارے میں ایک واقعہ سنا دوں۔ کسی "A" نے ایک صاحب کی خوشآمد کی۔ "B" نے بھی خوشآمد کی تو تیسرا بندہ "C" ذرا سمجھدار تھا۔ اس نے کہا کہ صاحب آپ خوشآمد پسند نہیں کرتے اور یہ دیکھیں کہ کتنے بے وقوف اشخاص ہیں کہ خوشآمد کر رہے ہیں۔ "C" Actually نے بھی خوآشامد کی۔ تو آپ "C" والی خوشآمد کر دیں "A" اور "B" والی خوشآمد نہ کریں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: خوشآمد والی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو صورت، جسم اور خوبی آپ کو عنایت کی ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اس میں قطعاً بھی کوئی خوشآمد کا لفظ نہیں ہے۔ خوشآمد وہاں پر ہوتی ہے جہاں پر کسی آدمی کو کسی سے کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ میری زندگی جو ہے میرا خیال ہے کہ میرے لئے بھی اور آپ سب کے لئے ایک سبق ہے کہ میں صرف اپنے پروردگار سے مانگتا ہوں اور صرف اسی سے امید رکھتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے جتنے بھی دوست اور میری بہنیں اس نیک عمل کے اندر شامل ہیں اور خاص کر یہ ایوان چاروں صوبوں کی اور مرکز کی ترجمانی کرتا ہوں۔ میں سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دراصل میں کل بھی نہیں تھا اور پرسوں بھی نہیں تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ حضرات جو اس نیک کام کے اندر شامل نہیں ہیں انہی بھی اس کام کے اندر شمولیت اختیار کرنی چاہیے۔ میں ایک چھوٹی حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بالکل۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: مانگنے کا عمل انسانیت کے لئے اللہ کو بڑا پیارا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا پیارا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مانگنے کی وجہ سے کوئی حرام کی دولت بھی اس نیک کام کے لئے خرچ ہوگی تو مانگنے والے کو کم از کم پورے کا پورا ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جائے گا۔ اس لئے انسانیت کے لیے مانگنے کے عمل پر کم از کم شرم ہمیں نہیں آنی چاہیے۔ بڑی

بد قسمتی یہ ہے کہ میرے اس ملک میں لوٹا ہوا مال زیادہ ہے ہمیں ان کے پاس بھی جانا چاہیے اور تکلیف دہ لوگوں کے لئے ہاتھ پھیلانے چاہییں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عمل کو، ہماری اس عرض کو اور ہمارے اس ہاتھ پھیلانے کو قبول کرکے جو آفت ہم پر آئی ہوئی ہے اس کو دور کرے اور ساتھ ساتھ ہمارے اپنے اعمال بھی اس ضمن میں یا اس سمت میں اچھے گنے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے جتنے بھی بہن بھائیوں نے اس میں کاوش کی ہے میں سب کو داد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول کریں۔ ان کے لئے اوران کے بچوں کے لئے ایک نیک فال بنائے اور اللہ تعالیٰ میرے ملک کو مزید ازمائش سے بچائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سواتی صاحب مانگنے پر کسی بڑے آدمی کا تھوڑا سا ذکر آگیا ہے۔ ڈار صاحب سے معذرت کے ساتھ مجھے معاف کریں گے ڈار صاحب میں کوئی pin point نہیں کر رہا، کسی بڑے آدمی سے کسی نے پیسے مانگے، انہوں نے کہا کہ بھئی کچھ پیسے دے دو۔ اس آدمی نے کہا کہ بات سنو، تمہیں تمیز آنی چاہیئے، تمہیں طور طریقہ آنا چاہیے ، بڑے آدمی سے مانگنے کا کوئی طریقہ ہوتا ہے ، اس نے پوچھا کس طرح، اس نے کہا کہ بڑے آدمی کے پاس پیسے نہیں ہوتے، کارڈ ہوتے ہیں۔ اس لیے مانگنے کا بھی طور طریقہ آنا چاہیے۔ جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! میں بھی کہتا ہوں کہ آپ کی ایک دن کی بادشاہی نہ ہو، ہر وقت یہ کرسی ملے، میری دعا ہے۔ میری بات یہ ہے کہ بلوچستان کے حوالے سے میرے ساتھیوں نے جو بات کی ہے۔ کل جو NDMA کی briefing ہے اس میں سیلاب کے حوالے سے پچھلے سال کی بیرونی امداد یا اندرونی امداد جو بھی تھی اس کے حوالے سے ہمیں بتایا جائے تو بہتر ہوگا۔

(اس مرحلے پر اذان مغرب سنائی دی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بلیدی صاحب کل ساڑھے گیارہ بجے میٹنگ ہو رہی ہے، سب ممبران کو اس میں دعوت دی گئی ہے۔ اس میں NDMA بھی آئے گی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: لیکن وہ ہمیں گزشتہ سیلاب کا ریکارڈ بھی لا کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ وہاں پر پوچھ لیں آپ کو اجازت ہوگی، آپ تو سیلاب کا حساب مجھ سے پوچھ رہے ہیں، مجھ سے نہ پوچھیں۔ جن کے پاس فنڈز ہیں ان سے پوچھیں، مولانا صاحب

بھی موجود ہوں گے، ڈار صاحب بھی موجود ہوں گے۔ صدارت مولانا صاحب ہی کریں گے۔ تمام ممبران سے درخواست ہے کہ تشریف لائیں۔ کمیٹی روم نمبر ۲ میں میٹنگ کرلیں گے۔ کل گیارہ بجے میٹنگ ہوگی، سب سے استدعا ہے کہ سارے شامل ہوں، اپنی رائے دیں۔ اس میں سیلاب کی ساری پوزیشن بتائی جائے گی۔

The House stands adjourned to meet again on Friday, 16th September, 2011 at 10.00 a.m.

——————————

[The House was then adjourned to meet again on Friday, 16th September, 2011 at 10.00. a.m.]

——————————